میں منتقل ہوتا رہا۔ منتقلی کا یہ عمل اب مکمل ہوکر صیقل ہوچکا ہے۔ وعدہ شکنی کے امریکہ میں یوں پو بارہ ہوئے کہ کور چشموں کو اب یہی کاربد' کارخیر نظر آتا ہے۔

یا اللہ لگا نہ ہو۔

یوں تو مومنوں کے بارے میں نوید یہی ہے کہ وہ ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسے جاتے لیکن ہم پر یا تو یہ نوید زیادہ کڑی ہے یا ہماری آزمائش زیادہ سخت ہے۔ واقعہ جو بھی ہو لیکن ہم بار بار ایک ہی سوراخ سے ڈسے گئے ہیں۔ اگر منہ مومناں ہونا ہماری تقصیر ہے تو یہ نازیبا ہے اور اگر کرتوت کافراں ہماری تعزیز ٹھہری ہے تو اللہ ہمیں معاف کرے۔

- سقوط غرناطہ
- سقوط دہلی (مسلم ہندوستان)
- سقوط بیت المقدس
- سقوط مشرقی پاکستان
- سقوط کابل
- سقوط بغداد
- سقوط ؟

اللہ ہمیں سقوط کا ایک اور بج لگنے سے محفوظ رکھے۔ لیکن لگتا ہے کہ یہ لگے ہی لگے۔ ملکہ ازابیلا' بادشاہ فرڈی نینڈ' کرسٹوفر کولمبس' ملکہ الزبتھ' سرتھامس رو' لارڈ رابرٹ کلائیو' کونڈو لیزا رائس' ٹونی بلیئر اور جارج ڈبلیو بش—— ایک تسلسل ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ ایک عفریت ہے جس نے مسلم اُمہ کی گردن دبوچی ہوئی ہے' ایک ہی خون آشام ہے جس کے دانت پانچ صدیوں سے ہماری شہ رگ میں گڑے ہیں۔ نظریہ حق دریافت سے نیو ورلڈ آڈر تک اور نیو ورلڈ آرڈر سے حملہ برائے حفظ ماتقدم تک ایک ہی نظریہ ہے جو نام بدل بدل کے اُمہ کا لہو چاٹ رہا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ادھر شقاوت اور مطالبے بڑھتے جارہے ہیں اور اُدھر خودسپردگی۔ ادھر طرز جابرانہ عروج پر ہے اور ادھر ادائے فدویانہ۔ ادھر ہمیں ہر نیا سقوط پہلے کی نسبت زیادہ سقیم الحالی سے دوچار کردیتا ہے۔ ادھر ہمارے عبداللہ پہلے سے زیادہ کج حوصلہ' عزت نفس سے عاری' ہتھیار پھینک'

پشیمانی ماتم کناں اور درد بار نظر آتی تھی جب کہ ندامت' خجالت یا پشیمانی جیسی کسی چیز کو اپنے نیازی صاحب نے قریب تک نہ پھٹکنے دیا۔

مشہور تاریخ دان اور محقق وان ڈی ماریانا ابوعبداللہ کے آخری خطاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ غرناطہ میں قحط کی شدت' بھوک' مصائب' اموات اور غرناطہ کے ناقابل دفاع حالات کے پس منظر میں 31 دسمبر 1491ء کو امیر ابوعبداللہ اپنے امراء و وزرا کی کونسل سے آخری بار مخاطب ہوا تو شدت غم سے رندھی ہوئی آواز اور ماتمی کیفیت میں اس نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا:

> ''اپنے باپ سے بغاوت کرکے تاج شاہی حاصل کرلینا میرا جرم تھا جس کے نتیجے میں آج یہ دشمن ہماری سلطنت تک آن پہنچے ہیں۔ میرے اللہ نے میری تقصیر میرے سر پر رکھ دی ہے۔ میں نے تمہیں تلوار سے بچانے کی خاطر یہ معاہدہ کیا ہے۔ تمہیں قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے تمہاری ازواج اور بیٹیوں کو جنگ کی انتقامی ہولناکیوں سے بچانے کے لیے' تمہارا مستقبل' تمہاری جائیدادیں' تمہاری آزادی' تمہارے قوانین اور تمہارے مذہب کی بقا کے لیے میں تمہیں بدقسمت ابوعبداللہ کی بجائے خوش بخت حاکم اعلیٰ (فرڈی نینڈ اور ملکہ ازابیلا) کی پناہ میں دیتا ہوں۔''
>
> (وان ڈی ماریانا:1592)۔5

جب کہ صد صفت اور ہزار حیلہ جنرل امیر عبداللہ خان نیازی' امیر ابوعبداللہ سے کہیں زیادہ چکنے' چپڑے اور گفتار کے غازی ثابت ہوئے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد وہ تیس سال سے زیادہ حیات رہے مگر اس تمام عرصے میں انہوں نے اپنے چکنے پنڈے' چپڑی باتوں اور فوجی کھال پر ایک بوند نہ ٹھہرنے دی۔ وہ سقوط کی ساری ذمہ داری جی ایچ کیو' ناموافق سیاسی حالات' وسائل کی کمی اور پاکستان آرمی کی اس پالیسی پر ڈالتے رہے جس کے تحت مشرقی پاکستان کا دفاع مغربی پاکستان سے ہونا تھا۔ سقوط کے عینی شاہد بریگیڈیئر صدیق سالک لکھتے ہیں:

ان کے ضمیر پر کوئی بوجھ نہ تھا۔ جنرل نیازی اپنے آپ کو سارے المیئے سے بری الذمہ سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ سقوطِ مشرقی

پاکستان کا ذمہ دار جنرل یحییٰ خان ہے۔"

6۔ (بریگیڈئیر صدیق سالک:1977)

جانے ہمارے لشکریوں کے نصاب میں سقوط مسلم ہسپانیہ کا المیہ اور سقوط غرناطہ سے عبرت کا موضوع شامل ہی نہیں ہے یا جنرل نیازی ہر قیمت پر اپنی اس شہرت کے دفاع پر کمر بستہ رہے کہ انہوں نے زندگی بھر کسی کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ یوں تو خیر سے زندگی بھر کسی کتاب کو ہاتھ نہ لگانے کے اصول پر ہمارے جنرلز کی اکثریت کاربند رہی ہے لیکن جس طرح بھنور کی آنکھ میں محصور پر ہر الزام کلک کر کے فٹ بیٹھتا ہے سو جنرل نیازی کی کتاب سے محتاط رہنے کی شہرت ذرا زیادہ عریاں ہوگئی ورنہ اس حمام میں ننگے جرنیلوں کی کمی نہیں ہے۔ کچھ انہوں نے اس الزام کو جھٹلانے کی کوشش بھی نہیں کی۔ واقعہ جو بھی ہو لیکن جنرل نیازی نے ہر دو ممکنات کو سچ کر دکھایا' یا تو سقوط غرناطہ کی شرائط اور بعد از سقوط جو حشر اس معاہدے اور مسلمانوں کا ہوا' ان کی مدھ بھری اور آمادہ اکھ مٹکا آنکھ سے گزرا ہی نہیں اور اگر گزرا تو وہ اس سے کوئی عبرت' کوئی سبق اور کوئی راہنمائی نہ لے سکے حالانکہ وہ اپنے دفاعی ٹوٹکوں اور فوجی اٹکل میں ممتاز رہے تھے۔ بھلے وقتوں کے انگریز جنرلز کی کئی کہاوتیں انہیں ازبر تھیں جن کے برمحل استعمال سے انہوں نے اپنے ننگے جوڑی داروں پر اپنے فوجی مطالعے کی دھاک بٹھا رکھی تھی۔ بریگیڈئیر صدیق سالک نے اپنی کتاب میں جنرل نیازی سے اپنا ایک مکالمہ قلم بند کیا ہے جس سے نیازی صاحب کی دھاک لشکارے مارتی نظر آتی ہے۔ صدیق سالک لکھتے ہیں:

"قوم کو دھوکا دینے والے یحییٰ خان واحد شخص نہ تھے' جنرل نیازی اس میدان میں ان سے بھی دو قدم آگے تھے۔ انہوں نے متعدد بار اعلان کیا: "اگر جنگ چھڑ گئی' تو میدانِ کار زار بھارت کی سرزمین بنے گی۔" اسی جنونی کیفیت میں وہ کبھی آسام اور کبھی کلکتہ پر قبضہ کرنے کی دھمکی دیتے۔ مَیں نے رائے عامہ کے نقطہ نظر سے ان سے گذارش کی کہ آپ ایسی بے پَر کی نہ اُڑائیں' کیونکہ اس سے بیجا توقعات بڑھتی ہیں جنہیں آپ کبھی پورا نہیں کرسکیں گے۔ اس پر انہوں نے کسی کتاب سے رٹا ہوا یہ جملہ دُہرایا کہ

دھوکہ دہی بھی جنگ جیتنے کا ایک گر ہے خواہ شیطانی سہی

۲۴ اکتوبر میں انھوں نے صبح صبح مجھے اپنے دفتر میں طلب کر کے

پوچھا:

"تمہارے دوست (غیر ملکی نامہ نگار) کیا کہتے ہیں؟"

"اُن کا خیال ہے کہ جنگ چھڑنے کو ہے۔"

"میں بھی اس کے لیے تیار ہوں' میرے دفاعی انتظامات مکمل ہیں' ستر ہزار تربیت یافتہ افراد پوزیشن میں ہیں۔ میرے پاؤں بڑے مضبوط ہیں......"

"......مگر فضائیہ اور بحریہ کی حمایت تو محدود ہے!"

"کوئی بات نہیں' میں نے فضائیہ اور بحریہ کی مدد کے بغیر جنگ لڑنے کا منصوبہ بنایا ہے۔"

"......پھر بھی میرا خیال ہے کہ اندر اور باہر دونوں طرف دشمن ہے' اس سے نپٹنے کے لیے آپ کے پاس وسائل بہت محدود ہیں' مجھے ڈر ہے کہ......"

"کس چیز کا ڈر ہے؟......"

"مجھے ڈر ہے کہ جنگ کی صورت میں سرحدوں کے باہر اور سرحدوں کے اندر دشمن کو آپس میں ملنے کے لیے ہماری پتلی سی دفاعی لائن میں سوراخ ڈالنا ہوگا جو زیادہ مشکل نہیں' کیونکہ اس کی حیثیت سینڈ وچ میں پتلے سے قتلے جیسی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر خطرے کی بات یہ ہے کہ بھارت شگاف ڈالنے کے لیے سرحد کے جس نقطے کو منتخب کرنا چاہے کرسکتا ہے' کیونکہ پہل اس کے ہاتھ میں ہے......"

"اوئے' تمہارے خدشات سراسر بے بنیاد ہیں۔ تم افرادی قوت کا حساب لگا کر یہ سب کچھ کہہ رہے ہو' تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جنگیں جرنیلوں کے زور سے جیتی جاتی ہیں' سپاہیوں کی تعداد سے نہیں ___ اور تمہیں معلوم ہے کہ جرنیلی کا زور کیا ہوتا ہے ___؟ صحیح وقت پر' صحیح مقام پر افواج کی صحیح تعداد کو متعین کرنا ___" یہ جملہ سُن کر مجھے لمحے بھر کو یہ احساس ہوا کہ شاید جنرل

نیازی کی یہ شہرت کہ انہوں نے زندگی میں کبھی کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا' مبالغے پر مبنی ہے

کے علم سے بعینہٖ یہی ممکن تھا جو انہوں نے کیا۔ وہ اس بات کا ادراک ہی نہ کر سکے کہ اگر سقوط غرناطہ کی 67 شرائط اور لمبا چوڑا تفصیلی معاہدہ مسلمانوں کو بے آبروئی سے محفوظ نہیں رکھ سکا تھا تو آدھے صفحے اور تین شرطوں پر مشتمل سقوط مشرقی پاکستان کی دستاویز انہیں کس قدر تحفظ دے سکے گی لیکن وہ اپنے تئیں مطمئن تھے کہ سقوط کے نتیجے میں انہوں نے نوے ہزار فوجیوں کو بچالیا ہے حالانکہ فوجیوں کا بچایا جانا ایشو ہی نہیں تھا انہیں مشرقی پاکستان کے تحفظ اور پاکستان کی سالمیت کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری دے کر بھیجا گیا تھا۔ اس ضمن میں جنرل نیازی اس نظریے کے قائل تھے کہ ''میں نوے ہزار بیواؤں اور لاکھوں یتیموں کا سامنا کرنے کی بجائے نوے ہزار قیدی واپس لے جانا بہتر سمجھتا ہوں۔'' وہ نوے ہزار قیدی تو بچا لائے لیکن وطن عزیز کا افتخار' اُمہ کی عزت نفس' ہماری آبرو اور قائداعظم کی امانت وہیں چھوڑ آئے۔ غالباً جارج کلیمنیو نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ:

''جنگ بہت سنجیدہ موضوع ہے اس میں ملٹری پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔'' (جارج کلینمیو)

دستاویز سقوط

بنگلہ دیش میں پاکستان کی مشرقی کمان میں تمام مسلح افواج بھارت اور بنگلہ دیشی افواج کے جنرل آفیسر کمانڈنگ لیفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ اروڑا کے سامنے ہتھیا رڈالنے پر رضا مند ہیں۔ اس ہتھیار سپردگی کا اطلاق یکساں طور پر پاکستان کی جملہ مسلح افواج پر ہوگا۔ جن میں بّری' بحری' فضائی افواج' نیم فوجی ادارے اور سول آرمڈ فورسز شامل ہیں۔ یہ افواج جن مقامات پر موجود ہیں وہیں لیفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ اروڑا کی زیر کمان بھارتی افواج کے نزدیک ترین فوجیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گی۔

اس دستاویز پر دستخط ہوتے ہی پاکستان کی مشرقی کمان لیفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ اروڑا کے زیراحکام آجائے گی۔ عدم عمل درآمد احکامات کو

سقوط کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا۔ سقوط کی شرائط کے معانی و تشریح

میں کسی بھی ابہام کی صورت میں لیفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ اروڑا کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

لیفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ اروڑا' اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ ہتھیار ڈالنے والوں سے جنیوا کنونشن کے مطابق عزت و احترام کا سلوک کیا جائے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور ہتھیار ڈالنے والے پاکستانی فوجی و نیم فوجی افراد کی سلامتی اور بہبود کی ضمانت دی جاتی ہے۔ لیفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ اروڑا کی زیر کمان افواج غیر ملکی افراد' مخصوص اقلیتوں اور مغربی پاکستان کے باشندوں کا تحفظ کریں گی۔

دستخط
امیر عبداللہ خان نیازی
لیفٹیننٹ جنرل
مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون بی
کمانڈر ایسٹرن کمان (پاکستان)
16 دسمبر 1971ء

دستخط
جگجیت سنگھ اروڑا
لیفٹیننٹ جنرل
جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف
افواج بھارت / بنگلہ دیش
مشرقی محاذ
16 دسمبر 1971ء

8۔ (بنگلہ دیش لبریشن وار میوزیم: بنگلہ دیش پیپرز: 1971)

جنرل نیازی مشرقی پاکستان پہنچتے ہی عالمی مشاہدین کی کڑی نظروں میں آچکے تھے لیکن انہیں اس کا ادراک ہی نہیں تھا۔ میڈیا میں جو کچھ ان کے بارے میں لکھا گیا اس کی روشنی میں وہ پانی کے سر سے گزر جانے تلک ڈنٹر پیلنے' مصنوعی اور جھوٹی رپورٹس دینے' بڑکیں مارنے' ریشمی سکارف پہننے' خضاب لگانے' چکن تکہ سے دل اور بنگالی بیسواؤں سے مَن بہلانے میں مصروف رہے اور جب پانی سر سے گزر گیا تو وہ بھارتی ہائی کمان کو فحش اور فوش لطیفے سنا کر رام کرنے میں مصروف ہوگئے۔ سقوط کے مماثل موقع پر جنرل امیر عبداللہ خان نیازی کے برعکس امیر ابو عبداللہ امیر غرناطہ پر آزردگی اور دل زدگی سے ایسی رقت طاری تھی کہ وہ تاریخ کے صفحوں

INSTRUMENT OF SURRENDER

The PAKISTAN Eastern Command agree to surrender all PAKISTAN Armed Forces in BANGLA DESH to Lieutenant-General JAGJIT SINGH AURORA. General Officer Commanding in Chief of the Indian and BANGLA DESH forces in the Eastern Theatre. This surrender includes all PAKISTAN land, air and naval forces as also all para-military forces and civil armed forces. These forces will lay down their arms and surrender at the places where they are currently located to the nearest regular troops under the command of Lieutenant-General JAGJIT SINGH AURORA.

The PAKISTAN Eastern Command shall come under orders of Lieutenant-General JAGJIT SINGH AURORA as soon as this instrument has been signed. Disobedience of orders will be regarded as a breach of the surrender terms and will be dealt with in accordance with the accepted laws and usages of war. The decision of Lieutenant-General JAGJIT SINGH AURORA will be final, should any doubt arise as to the meaning or interpretation of the surrender terms.

Lieutenant-General JAGJIT SINGH AURORA gives a solemn assurance that personnel who surrender shall be treated with dignity and respect that soldiers are entitled to in accordance with provisions of the GENEVA Convention and guarantees the safety and well-being of all PAKISTAN military and para-military forces who surrenders. Protection will be provide to foreign nationals, ethnic minorities and personnel of WEST PAKISTAN origin by the forces under the command of Lieutenant-General JAGJIT SINGH AURORA.

(JAGJIT SINGH AURORA)
Lieutenant-General
General Officer Commanding in Chief

AAK Niazi Lt-Gen

(AMIR ABDULLAH KHAN NIAZI)
Lieutenant-General

میں محفوظ ہو کر رہ گئی۔ وان ڈی ماریانا سقوط غرناطہ کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”2 جنوری کو سقوط کی صبح ابھی نمودار بھی نہیں ہوئی تھی کہ امیر ابو عبداللہ کی گھریلو خواتین منہ اندھیرے قصر الحمراء سے البشارہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ خواتین کی اس جماعت میں امیر کی والدہ سلطان عائشہ لہورہ اور بیوی زہرہ زورامہ کے علاوہ شاہی خاندان اور قریبی امراء کی خواتین شامل تھیں۔ سلطانہ عائشہ لہورہ نے توہمت کا ثبوت دیا اور خاموش رہیں لیکن باقی خواتین الحمراء کو مڑ مڑ کر دیکھتی تھیں اور روئے جاتی تھیں۔ ان کی آہ و بکا اور سسکیوں سے البشارہ کی سنسان وادی گونجتی تھی۔ ادھر غم اور صدمے سے نڈھال امیر ابو عبداللہ کو شہر غرناطہ کی چابیاں ملکہ ازابیلا اور فرڈی نینڈ کو پیش کرنے کا المناک مرحلہ درپیش تھا وہ شدت غم سے مغلوب رندھی ہوئی آواز میں چابیاں دیتے وقت فرڈی نینڈ اور ملکہ ازابیلا سے صرف یہی کہہ سکا کہ” یہ چابیاں سپین میں مسلمان سلطنت کی آخری نشانی ہیں یہ ہماری مملکت اور ہمارے ہونے کی علامت ہیں۔ خدا کی منشاء یہی ہے کہ یہ تمہیں دے دی جائیں۔ یہ تمہیں اس اُمید پر سونپتا ہوں کہ تم ہم سے نرمی کا سلوک کرنے کے وعدے پر قائم رہو گے۔“ اس کے جواب میں بادشاہ فرڈی نینڈ نے مختصر سے جواب میں کہا۔ ”شک نہ کرو ہمارے وعدوں پر نہ ہی دوستی کے اس ثمر پر جس سے جنگ کی وجہ سے ہم محروم رہے ہیں۔“ 9۔ (وان ڈی ماریان:1592)

ادھر جنرل نیازی نئی دہلی سے سقوط کی دستاویز ڈھاکہ لانے والے بھارتی میجر جنرل جیکب اور میجر جنرل ناگرا کی تواضع لطیفوں سے کر رہے تھے۔ بھارتی جرنیلوں کو خوش رکھنے میں جنرل نیازی کی فحش گوئی کا اندازہ لگانے کے لیے کسی عالمانہ اٹکل کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ انہی کا' کام ہے جن کے حوصلے ہیں زیاد

ایک طرف ہمارے سپہ سالار اسلامی افواج کی اخلاقی جرأت کا یہ حال تھا کہ قیامت کی پامال ہوتی ساعت میں بھی بیہودہ گوئی سے دست بردار نہ ہوئے

صدیق سالک افسانے اعلیٰ اخلاقی جرأت کے مظاہرے کی امید کیے بیٹھے تھے

ادیب ہونے کے ناطے سے جانے صدیق سالک خوش قیاف زیادہ تھے یا فوجی ہونے کے ناطے سے کج قیاف۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''جب فضائیہ اور بحریہ جنگ کے ابتدائی ایام میں ہی اپنا اپنا کردار ادا کر کے میدان جنگ سے غائب ہوگئیں تو ساری ذمہ داری جنرل نیازی اور ان کی زیر کمان 45ہزار ریگولر فوج اور 73ہزار نیم عسکری نفری پر آن پڑی۔ اب جنگ کا فیصلہ دو باتوں پر تھا۔ فوج کی جسمانی بہادری اور اس کے کمانڈر کی اخلاقی جرأت'' 10۔ (بریگیڈیئر صدیق سالک:1977)

فوج کی جسمانی بہادری کے مظاہرے کا تو موقع ہی نہیں آیا اور وہ مفت میں ہی بدنام ہوگئی لیکن کمانڈر کی اخلاقی جرأت کا ایک عالم گواہ ہے۔ ان گواہوں میں میجر جنرل ناگرا' میجر جنرل جیکب اور لیفٹیننٹ جنرل اروڑہ بھی شامل ہیں۔ صدیق سالک نے ہمارے جرنیلوں سے توقع باندھی بھی تو اخلاقی جرأت کے میدان میں' اگر انہوں نے یہی توقع اخلاقی جرأت کی بجائے زرعی اراضی' پلاٹ' پلازوں اور مراعات کے میدان میں باندھی ہوتی تو اللہ جانتا ہے کہ ہمارے جرنیل نہ انہیں بددل کرتے' نہ افسردہ' نہ نااُمید۔ جنرل نیازی اپنے قیام مشرقی پاکستان میں قدم قدم پر اس مخصوص جرنیلی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے رہے جو ہمارے جرنیلوں سے منسوب ہے۔ ایک طرف وطن عزیز کی سالمیت' پاکستان آرمی کا وقار اور ہماری آبرو' داؤ پر لگی تھی دوسری طرف جنرل نیازی کے پان کا 'ساہوکارہ' پان کی نقل وحمل' اس کاروبار کے داؤ پیچ اور مالی مفادات کی دیکھ بھال کے بعد جو توجہ اور وقت بچ رہتا وہ خوش خوراکی' فحش گوئی' خضاب لگانے اور وطن عزیز کے دفاع میں صرف ہوجاتا۔ جنرل نیازی کا چٹان پڑھ اندرون اور غیر مہذب بیرون عین اس وقت عریاں اور بے قابو ہوگیا جب کہ اسے پوشیدہ اور لگام ڈالے رکھنے کی اشد ضرورت تھی۔ ان کی نفسانی جبلّت عین ایسے میں جوان ہوئی کہ جب پوری قوم کے اعصاب شل اور فوج کے ہواس گم تھے۔ وہ اپنے اعمال سے جارج برنارڈ شا کا لکھا سچ ثابت کر کے رہے۔ جارج برنارڈ شا لکھتے ہیں:

> ''میں کبھی کسی فوجی سے سوچنے کی توقع نہیں رکھتا۔'' 11۔ (جارج برنارڈ شا:1901)

جنرل نیازی کے انتقال پر اے ایچ جعفر ایک طویل مضمون میں لکھتے ہیں۔

> ''مشرقی پاکستان میں جنرل نیازی کے ساتھی آفیسرز میں ان کی شہرت کسبیوں کی صحبت میں خوش رہنے والے کمانڈر کی ہوچکی تھی۔ وہ پان کے سراسر منافع بھرے کاروبار میں پوری طرح ملوّث تھے۔ پاکستان کی ڈوبتی بیڑی کے تلاطم خیز دنوں میں یہ ملٹری چیف اور ایڈمنسٹریٹر کا حال تھا۔'' 12۔ (اے۔ ایچ جعفر اللہ:2004ء)

جنرل نیازی سقوط مشرقی پاکستان کے بعد تیس سالہ زندگی میں اپنے تئیں اس قعر ملامت اور داغ ندامت کو دھونے کی کوشش کرتے رہے جو ان پر اور ان کی وجہ سے افواج پاکستان پر لگ چکا تھا۔ کیا عجب کہ جنرل نیازی کی ان کاوشوں میں ان پر گزرے ہوئی ذاتی بے حمیتی اور بے توقیری کے اس لمحے کو پوشیدہ رکھنا بھی شامل ہو جب سقوط کی دستاویز پر دستخط کرنے سے پہلے ان کے سر پر جوتے مارے گئے اور ان کے منہ پر تھوکا گیا۔ اس ساعت دل آزار کے بارے میں محمد اجمل نیازی رقم طراز ہیں:

> ''جب میں 1980ء کے اوائل میں بھارت گیا تو مجھے ایک محفل میں وہ وڈیو دھوکے سے دکھائی گئی جس میں میرے قبیلے کے جرنیل نیازی کے ہتھیار ڈالنے کی فلم دکھائی گئی۔ اس سے پہلے جنرل نیازی کے سر پر جوتے مارے گئے۔ اس کے منہ پر تھوکا گیا۔ کاش وہ خودکشی ہی کرلیتا۔''
> 13۔ (محمد اجمل نیازی:2005)

موازنہ ہائے عبداللہ ہمیں دلچسپ لگا اس میں یکساں حیلہ گری کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے ڈھیر ساری عبرت پوشیدہ ہے:

- بوقت سقوط دونوں کے پاس اسلامی افواج مناسب تعداد میں موجود تھیں۔
- دونوں کے سامنے فوری سقوط کی بجائے طویل مدافعت کا راستہ کھلا تھا۔
- آمادگی سقوط پر دونوں کا طرز استدلال ہو بہو یکساں تھا۔
- دونوں کسی بحری بیڑے کی آمد کے منتظر رہے مگر وہ پہنچ کر نہ دیا۔
- اس قدر بڑی تباہی اور رالیے کے بعد بھی دونوں محفوظ اور اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ

میں کامیاب رہے۔ دونوں فرد جرم اور مواخذے سے محفوظ رہے۔